دیکھ لیجیے۔ یہاں جو نوجوان اس غلط فہمی میں مبتلا ہوئے کہ کشت و خون کے ذریعے سے وہ اپنے ملک کو آزاد کرا سکینگے انہوں نے اپنے مقصد کے پیچھے اپنی زندگیوں کو برباد کرنے اور خطرات کا مقابلہ کرنے میں کیا کسر اٹھا رکھی؟ کونسی ممکن الوقوع مصیبت ایسی تھی جسے انہوں نے برداشت نہ کیا ہو؟ قید خانوں میں شدید ترین اذیتیں اٹھائیں، حبس دوام میں عمریں گذاردیں، پھانسی کے تختہ پر جانیں تک دیدیں۔ اس سے بحث نہیں کہ انکے نظریات غلط تھے، مگر اس سے یہ تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ کسی مقصد پر ایمان لانے کے بعد اسکے لیے جان و مال اور شخصی امنگوں کی قربانی گوارا کرنے اور مصیبتیں سہنے کی صفت آج بھی انسانوں میں ناپید نہیں ہے۔ گاندھی جی کی سول نافرمانی ابھی حال ہی کی بات ہے۔ کیا اسی ہندوستان کے باشندوں میں ایسے لوگ موجود نہ تھے جنہوں نے لاٹھیاں کھائیں، جیل گئے اور مالی نقصانات برداشت کیے؟ کیا باردولی کے کسانوں نے اپنی زمینوں، اپنے جانوروں اور اپنے گھر کے برتنوں تک کی قرقی اور نیلام کو صبر کے ساتھ برداشت نہیں کیا؟ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آج ایثار و قربانی کی وہ صفات انسانوں میں مفقود ہیں جو پہلے لوگوں میں پائی جاتی تھیں؟ اگر ہٹلر اور مارکس اور گاندھی پر ایمان لا کر انسان یہ سب کچھ کرسکتا ہے، تو کیا خدا پر ایمان لاکر کچھ نہیں کرسکتا؟ اگر خاک وطن میں اتنی کشش ہے کہ اسکے لیے آدمی جان و مال کی قربانی گوارا کرسکتا ہے تو کیا خدا کی رضا اور اسکے تقرب میں اتنی بھی کشش نہیں ہے؟ پس جو لوگ خود پست ہمت اور ضعیف الارادہ ہیں انہیں یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اس کار عظیم کے لیے جن اولوالعزم انسانوں کی ضرورت ہے وہ کہیں مل ہی نہیں سکتے، البتہ اپنی ذات کی حد تک وہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ

محرم کی اشاعت میں جماعت اسلامی کی تشکیل کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے اسکو عملی جامہ پہنانے کے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو حضرات اس نصب العین اور اس طریق کار سے متفق ہیں اور اسکے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں وہ دفتر ترجمان القرآن کو اپنے پتہ سے مطلع فرمائیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ جہاں جہاں اس فکر کے آدمی موجود ہیں انکے درمیان ربط پیدا کیا جائے اور انکے اجتماع کی کوئی صورت نکالی جائے۔ لہذا اگر ہمیں انکے پتے معلوم ہوں تو ایک اجتماعی ہیئت بنانے میں بڑی سہولت ہو جائیگی۔ بہت سے حضرات ایسے ہیں جو مقصد سے متفق ہیں اور کام کرنا چاہتے ہیں، مگر صرف یہ دیکھ کر خاموش بیٹھے ہیں کہ بظاہر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ اب انہیں مہر سکوت توڑنی چاہیے اور اپنے ارادے کا اظہار کردینا چاہیے۔ بہت سے حضرات ایسے بھی ہیں جو اپنی اپنی جگہ اس سلسلہ میں کچھ کام کر رہے ہیں۔ مگر انہیں سمجھنا چاہیے کہ ایک فکر اور ایک مقصد رکھنے والے لوگوں کا الگ الگ رہنا اصولاً غلط اور عملاً غیر مفید ہے۔ ایسے سب حضرات اگر دفتر ترجمان القرآن کو ایک واسطہ کی حیثیت سے استعمال کریں تو انکے درمیان رابطہ پیدا ہوسکتا ہے۔ کیا ہم امید کریں کہ ایسے تمام حضرات غیر ضروری تامل کے بغیر ہمیں اپنے پتوں اور ضروری حالات سے آگاہ فرمادینگے؟